© rasailojaraid.com

پیش کیا ہے لیکن اس معاملے میں ان کی بحث صرف فکر کی نظری حدود تک رہی ہے۔ ان جیسا مبصر اور صاحب تحقیق اہل قلم اس حقیقت سے تو واقف ہے کہ ایک فکر کو جب ایک مخصوص انسانی گروہ ایک مخصوص زمانے میں اور ایک مخصوص خطے میں اپناتا ہے، تو اس فکر کا اپنے عملی نتائج میں ان چیزوں سے متاثر ہونا فطری ہوتا ہے۔ موصوف نے ہندوستان میں "فکری ارتقا" کی اس تمام بحث میں اس تاریخی حقیقت واقعی کو کلیۃً نظر انداز کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک مذہبی افکار ریاضی کے سوالات ہیں جو دو اور دو چار اور دو دچھ کے اصول پر طے ہونے چاہئیں۔

خود عربی تہذیب کی تاریخ کے ایک خاص دور میں وحدت الوجود ڈار صاحب کا (Pantheism نہیں) کو کیوں فروغ ہوا۔ پھر ایرانی دانش و ادب و شعر کا یہ کیوں محبوب موضوع بنا، اور ہندوستان کے صوفیاء کی غالب اکثریت نے حضرت امام ربانیؒ کی وحدۃ الشہود کی تردید کی کوششوں کے باوجود کیوں اس حد تک اسے اپنائے رکھا۔ اس کے تاریخی اسباب کا سراغ لگانے کی آج ضرورت ہے واقعہ یہ ہے کہ ایک ہمہ گیر جامع اور Inclusive قسم کے انسانی معاشرے کے لئے وحدت الوجود کی طرح کا کثرت میں ایک وحدت کو ماننے کا عقیدہ ایک فطری ضرورت ہے۔ جس کا آج کے مادی دور میں بقائے باہمی Co-Existence کی شکل میں مطالبہ ہو رہا ہے۔ اور Exclusive قسم کے معاشرے کو وحدۃ الشہود جیسا تصور چاہیئے۔ ان دونوں تصورات کی تاریخ میں اپنی اپنی جگہ ضرورت ہوتی ہے، اور دونوں کی افادیت بھی مسلّم ہے۔

ڈار صاحب کا یہ علمی مقالہ کافی حد تک معروضی ہے، لیکن اگر اس فکری بحث میں وہ اور زیادہ تاریخی حقیقت پسندی سے کام لیتے، تو بہتر ہوتا۔ اس معاملے میں مسلمان دانش وروں کا نقطہ نظر اکثر و بیشتر یک رخہ ہوتا ہے آج ضرورت اور شدید ضرورت تصویر کے دونوں رخوں کو دیکھنے کی ہے۔ (ا۔ س)

تذکرۃ المہدی

مصنف مولانا محمد ابوالخیر اسدی نے اس رسالے میں حضرت مہدی کے صحیح حالات، منکرین مہدی کے دلائل کی تردید اور دوسرے علمی مباحث پر بحث کی ہے مصنف کے نزدیک حضرت مہدی کے بارے میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ اور بعض ائمہ محدثین نے تو اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔

رسالے کی ضخامت ۴۸ صفحے ہے قیمت صرف دس آنے، اسے مجلس نشر السنہ مخدوم رشید ملتان نے شائع کیا ہے

© rasailojaraid.com